قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ظلمتیں کافور ہوجائینگی اکدن دیکھنا | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نور آتی جہ کے پر تو ہوں

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا ✤ (الہام مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور پتہ پر ہو

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپیہ

چندہ غیر ممالک سے سات روپیہ

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۳ | ۱۲۔ اگست سنہ ۱۹۱۵ء (بروز پنجشنبہ) مطابق ۲۹ رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۲۲

مدینۃ المسیح

خاندان نبوت میں بفضل اللہ خیر و عافیت ہے ✤

۸۔ اگست کو ایک دھریہ خیال سکھ صاحب اتفاقیہ آ گئے انہوں نے سب سے پہلا سوال یہ کیا کہ ہم خدا کی کیوں عبادت کریں حضور نے فرمایا "یہ کیوں عبادت کریں" کا سوال بعد میں ہو گا پہلے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ جس کی عبادت کی جائے وہ ہستی بھی ہے یا نہیں۔ اس کے بعد حضور نے ہستی باریتعالیٰ کے متعلق ثبوت دیا۔ اور راہ ہدیٰ پانے کے لئے دعا کی تلقین فرمائی جس کو سکھ صاحب نے قبول کر لیا ✤

ولادت باسعادت۔ ۲۸ رمضان المبارک (۱۱۔ اگست) کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے مشکوئے معلیٰ میں اہلیہ محترمہ کلاں سے دختر نیک اختر تولد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس ولادت کو تمام خاندان نبوت کے حق میں بابرکت کرے

مکرم جناب مفتی محمد صادق صاحب بغرض تبلیغ جالندھر تشریف لے

اخبار احمدیہ

اخویم مکرم جناب میر قاسم علی صاحب مہاجر دہلوی نے جو بحکم حضرت خلیفۃ المسیح قادیان سے اجراء اخبار کی درخواست صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر گورداسپور کی خدمت میں بغرض منظوری پیش کی تھی۔ اسپر صاحب ممدوح نے ایکہزار روپیہ کی ضمانت داخل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس موقعہ پر احباب سلسلہ کو چاہیئے کہ میر صاحب موصوف کی امداد کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ اور اسطرح کہ وہ کتب جو الحق کمپنی قادیان میں کافی تعداد میں بتائید سلسلہ موجود ہیں خرید لیں تو زر ضمانت جلد پورا ہو سکتا ہے۔ اور اعانت کا ثواب بھی احباب حاصل کر سکتے ہیں۔ اُمید ہے کہ ناظرین خاص توجہ فرما کر اجراء اخبار میں میر صاحب موصوف کی امداد فرمائینگے۔ اور جلد تر اخبار کے اجراء کا موقعہ دینگے ✤

دہلی کے مضافات میں غیر احمدی لوگ سلسلہ حقہ کا ذکر خیر اکثر توجہ سے سُنتے ہیں۔ حضرت امام اولو العزم (ایدہ اللہ) کے حضور جب کبھی اس طرف سلسلہ تبلیغ جاری ہونے کے متعلق عرض معروض کیگئی تو حضور نے بھی اس ضرورت کو محسوس فرمایا پس اب یہ تاخیر مصالح الٰہی کے ماتحت ہو رہی ہے۔ مقامی احمدی احباب کو چاہیئے کہ اس مبارک مقصد کے واسطے خاص طور پر دعائیں کریں۔ اور حضرت اقدس ایدہ اللہ کو بھی بار بار یاد دلاتے رہیں ✤

عطاء اللہ خاں صاحب احمدی فارق تحصیل دہلی ایک پرانے مخلص بھائی ہیں۔ انکی صحت مدت سے خراب ہے۔ احباب ان کے واسطے ضرور خاص درد دل سے دعا فرماویں ✤

مستری قادر بخش صاحب احمدی انجینئر برف خانہ کوڑیا پل دہلی کے بڑے صاحبزادہ میاں محمد ابراہیم کو عرصہ سے عارضہ صرع لاحق ہے۔ احباب دعا کریں ✤

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

شملہ سے قبلہ میر ناصر نواب صاحب تحریر فرماتے ہیں میرا ارادہ ہے کہ عید کے بعد لکھنؤ تک ترقی اسلام کے چندہ کے لئے جاؤں یا انبالہ سے پنجاب کی طرف دورہ کرتا ہوا جالندھر کو جاؤں اور پھر قادیان پہنچوں۔ اللہ تعالیٰ میر صاحب کی سعی جمیل میں برکت دے جو کہ باوجود بڑھاپے کے اسلام کی خدمت کے لئے یہ جوش اور تڑپ رکھتے ہیں ۔

مونگھیر سے محمد سعید الحسن صاحب احمدی مختار تحریر فرماتے ہیں۔ ایک آریہ سماج کے ممبر کے مکان پر ایک تقریر قرار پائی ہے۔ شہر کے بعض مسلمان بھی آئینگے۔ اللہ تعالیٰ ہماری نصرۃ فرماوے ۔

جہلم سے حافظ غلام رسول صاحب لکھتے ہیں ۲۔ اگست کو حسب اعلان مسجد احمدیہ میں گورنمنٹ عالیہ کی فتحیابی و نصرت کے لئے دعا کیگئی۔ اور یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ رمضان کے آخری جمعہ کو ۲ پولیس کے ملازموں نے بیعت کی ہے۔ اور ماہوار چندہ دینے اور مخالفوں سے قطع تعلق کرنے کا پختہ وعدہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے۔ اور حافظ صاحب کی سعی جمیل کا انہیں اجر دے ۔

امرتسر سے میاں عزیز الرحمٰن صاحب احمدی لب مولوی محمد علی صاحب بوبڑی لکھتے ہیں سینے امرتسر میں اپنے عزیز و اقارب کو موجودہ جنگ کی پیشگوئی کے متعلق مفصل طور پر بتایا انہوں نے بعض اعتراض بھی کئے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کو تسلی بخش جوابات دئے گئے۔ پھر کتاب البریہ میں سے حضرت مسیح موعود کی سوانح سنائی۔ خوب دلچسپی اور شوق سے سنتے رہے۔ اسی وقت ایک ملاں سے متوفیک پر بحث ہوئی۔ آخر وہ اس آیت کا جواب نہ دے سکا اور اُٹھ کر چلا گیا ۔

سانپلہ ضلع رہتک سے میاں محمد حسین صاحب ایک ابتلاء میں ہیں۔ احباب دعا کریں ۔

جگت پور ضلع لائل پور سے میاں محمد گلاب الدین صاحب بھی اپنے مشکلات کے لئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں ۔

براک ضلع پٹنہ سے میاں یوسف حسن صاحب لکھتے ہیں یہاں پر ایک وہابی مولوی نے لوگوں کو سلسلہ احمدیہ سے بہت بدظن کر رکھا ہے اور ان کو یہ کہتا ہے کہ یہ لوگ اسلام سے خارج ہیں۔ اور اس نے بعض اعتراضات بھی کئے تھے لیکن بفضل خدا ان کے جوابات دئے گئے۔ تعجب ہے کہ ان لوگوں کو ذرہ بھی خوف خدا نہیں۔ افترا کرتے ذرا نہیں شرماتے ۔

جنگ یورپ

لنڈن ۷۔ اگست۔ پیٹروگریڈ کے اعلان میں وارسا کے فتح ہوجانے کا کوئی ذکر نہیں۔ اسمیں یہ لکھا ہے کہ بونی کے جنوب میں شہر کی مغربی سڑک پر ۲۔ اگست کو روسیوں نے جرمن حملے رد کئے۔ دشمن تاروں کے جال کے ساتھ ساتھ آگے بڑھا جہاں اُسے رُوسیوں کی آتشبازی نے روکدیا۔ اس اعلان میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ روسی علاقہ ادانگورود میں بغیر کسی مزاحمت کے دریائے وسچولا کے دائیں کنارے کو عبور کر گئے اور جاتے ہوئے پلوں کو اڑا گئے ۔

لنڈن ۶۔ اگست۔ پیٹروگراڈ۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ عام حالت کو مدنظر رکھ کر وارسا کے مغرب میں مقیم ہماری افواج کو وسچولا کے دائیں کنارے کی طرف ہٹ آنے کے لئے حکم دیا گیا۔ ۵۔ اگست کی صبح کو روسی بغیر کسی مزاحمت کے نئے فرنٹ پر واپس ہٹ آئے۔ اور انہوں نے وسچولا کے تمام پل اڑا دیئے ۔

لنڈن ۶۔ اگست۔ روسیوں نے وارسا اور ادانگورود کے قلعے کیوں خالی کر دئے اسکی وجہ پیٹروگریڈ کے ایک اعلان میں یہ دیگئی ہے۔ کہ ادانگورود کے قلعے قریباً تمام کے تمام اینٹوں سے بنے ہوئے تھے۔ اور آج کل کی ضرورت کو کسی صورت میں بھی پورا نہ کرتے تھے۔ اب ادانگورود کے تمام گودام وقت پر اور باطریقہ اس امر کو مدنظر رکھ کر کہ یہ ناممکن ہے کہ یہ قلعے محاصرے میں قائم رہ سکیں نکال لئے گئے ہیں ہماری پیچھے کی فوج نے اور چند میدانی استحکامات کی قطاروں نے چند روز تک دشمن کو اپنی عام چال کے مطابق بغیر کسی شدید جنگ کے روکے رکھا۔ اور ۴۔ اگست کو عام جنگی چال کے مطابق وسچولا کے دائیں کنارے کی طرف واپس بلالی گئیں واپس آتے ہوئے یہ افواج اینٹوں کے گنبدوں کو سہارا دینے والی کنکریٹ کی بنیادوں کو اڑاتی اور پلوں کو تباہ کرتی آئیں ۔

لنڈن ۷۔ اگست۔ دریائے ڈوبنا اور دریائے نیمن کے درمیان ۵۔ اگست کو جرمن پسپا کئے گئے۔ جہاں کی حالت غیر مبدل ہے۔ ۵۔ اگست کو وسچولا اور ریگ کے درمیان لڑائیاں نہایت سخت ہوئیں۔ دشمن نے اپنے بھاری توپخانہ سے ایکبارگی آتشباری کی۔ اور روسی شمال کی طرف تھوڑا سا پسپا ہونے کے لئے مجبور ہوئے ۔

لنڈن ۶۔ اگست۔ پیرس۔ آج جرمنوں نے بظاہر اس مقصد سے کہ فرانسیسیوں کو مختلف علاقوں میں مصروف رکھیں خوب سرگرمی دکھلائی۔ لیکن جرمنوں کی تمام کارروائیاں آسانی سے روکی گئیں ۔

پیرس آج شام کا اعلان مظہر ہے کہ سوچیر پر دستی گولوں کی اور ٹریسی لی وال میں اور پیری ادبیک میں توپ خانوں کی لڑائی جاری ہے۔ آرگون میں بھی خوب سرگرم لڑائی ہوئی۔ اور بن میں جرمنوں کی ایک زبردست دیکھ بھال کرنے والی پارٹی کو منتشر کیا گیا ۔

لنڈن ۷۔ اگست۔ روما ایک اعلان مظہر ہے کہ کسی فرنٹیر پر کوئی اہم واقع نہیں ہوا لیکن اطالوی کارسو پلاٹو پر کچھ آگے بڑھے ہیں۔ اور انہوں نے ۱۶۰۰ قیدی گرفتار کئے ہیں ۔

لنڈن ۵۔ اگست۔ پیرس گزٹ مظہر ہے کہ مشہور و معروف جنرل سریل درہ دانیال میں فرانسیسی فوج کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے ہیں۔ جنرل سیرل نے مارن کی لڑائی میں ولی عہد جرمنی کے تند اور پے در پے حملوں سے قلعہ ٹرائین کی محافظت میں نام پیدا کیا تھا ۔

لنڈن ۵۔ اگست۔ امسٹرڈم۔ جرمن گورنمنٹ سے پولیٹیکل لیڈروں خط و کتابت کر رہی ہے کہ ایک قانون پاس کیا جائے جس کی رو سے ۵۰ سال کی عمر تک کے آدمی فوج میں بھرتی کئے جائیں اور ایسا فیصلہ تمام جرمنی میں بہت گہرا اثر ڈالیگا لیکن اس میں بہت کم شبہ ہے کہ جرمن پارلیمنٹ اسے پاس کردیگی ۔

لنڈن ۵۔ اگست۔ ولی عہد جرمن اپنی بہترین فوج سے ارگون میں ناکامیاب حملہ کر رہا ہے جہاں کہ جنگلوں میں خوفناک لڑائی ہوئی جرمنوں نے گیس اور رقیق آگ سے کام لیا۔ فرانسیسی توپوں کی خوفناک آتشباری سے جرمنوں کا بہت نقصان ہوا ۔

پیرس۔ بانڈی سیٹ میں گذشتہ فرانسیسی فتوحات کا جہاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۲ - اگست ۱۹۱۵ء

جبل پور کا مباحثہ
اور
غیر احمدیوں کیلئے عبرت

چند دن ہوئے جبل پور میں آریوں اور غیر احمدیوں کے درمیان مندرجہ ذیل پانچ مضامین پر مباحثہ ہوا تھا - (ا) توحید فی الصفات باری تعالیٰ - یعنی حدوث یا قدم روح و مادہ - (ب) الہام یا رسول کی ضرورت اور اس کی شناخت - (ج) تناسخ یا جزا و سزا (د) نیوگ یا نکاح ثانی (ہ) ویدک دھرم عالمگیر ہے - یا دین اسلام - غیر احمدیوں کیطرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب اور آریوں کی طرف سے پنڈت دھرم بیر مناظر قرار پائے تھے - مباحثہ کے ختم ہونے پر مسافر آگرہ نے طول و طویل مضامین لکھ کر روئداد شایع کی - اور لکھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اس عظیم الشان مباحثہ میں نہ تو ہمارے کسی سوال کا جواب ہی دے سکے ہیں اور نہ خود ہی کوئی سوال ہم پر کر سکے ہیں - ادھر مولوی صاحب نے اپنے اخبار اہلحدیث کے ذریعہ پبلک کو اپنی کامیابی کا یقین دلانے کی کوشش کی - اور زیادہ زور اس بات پر دیا کہ چونکہ آریوں نے تحریری مباحثہ سے دیدہ دانستہ گریز کیا ہے - اس لئے صرف یہی بات ان کی ناکامی کی دلیل سمجھ لینی چاہیئے - جہاں تک مباحثہ کا تحریری ہونے سے تعلق ہے یہ ایک معقول بات ہے لیکن افسوس کہ مولوی صاحب ہمارے مقابلہ میں اس معقول مطالبہ سے اکثر پہلوتہی ہی کیا کرتے ہیں بہرحال فریقین کی متضاد تحریروں سے کوئی فیصلہ کن بات نظر نہیں آتی تھی - لیکن مولوی ابو رحمت حسن صاحب میرٹھی نے جو غیر احمدیوں کیطرف سے ان علماء میں شامل تھے جو اس مناظرہ کے لئے مدعو کئے گئے تھے - اخبار مسافر آگرہ میں ایک مضمون شایع کرایا ہے - اور اس کے ایڈیٹر کو لکھا ہے کہ "جب خدا نے فتح آپ کو دی تو مجھے یہ سچ لکھنے میں کیا تامل ہو - میں تعصب کر کے کیوں گنہگار بنوں یہ صداقت کا اظہار ہے جناب پر احسان نہیں" اور مضمون شایع کردہ میں دیگر باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا ہے کہ "آپ (مولوی ثناء اللہ صاحب) نے کسی اعتراض کا کوئی معقول جواب نہ دیا اور خود ان پر کوئی اعتراض بھی نہ کیا - باوجودیکہ وہ ہر روز بار بار تقاضا کرتے رہے کہ آپ آریہ مذہب پر اعتراض کریں" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے آریوں کے مقابلہ میں زک اٹھائی ہے - لیکن ہم بتلائے دیتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کی شکست اسلام سے کچھ تعلق نہیں رکھتی - اسلام وہ سچا اور پاک مذہب ہے - جس کا مقابلہ کرنے کی کسی میں طاقت نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام آج تک نہ کسی سے مغلوب ہوا اور نہ ہو سکتا ہے بلکہ اس کا کام سب کو مغلوب کرنا ہے - اگر کوئی شخص اپنی لاعلمی اور شامت اعمال کی وجہ سے اصل اسلام کو پیش کرنے کی طاقت نہیں رکھتا - تو اس کا اپنا قصور ہے اس کو اسلام پر کوئی حرف نہیں آسکتا - ہم مسافر آگرہ کو مطلع کرتے ہیں کہ اسے جبل پور کے مناظرہ کی خوشی کو یہیں تک محدود رکھنا چاہیئے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب پر اسے (بقول مولوی ابو رحمت صاحب) فتح حاصل ہوئی ہے - اس کو اسلام پر فتح قرار دینا ہرگز درست نہیں کیونکہ مولوی صاحب کو اپنی ذات کی ذمہ واری سے زیادہ اسلام کے متعلق اور کوئی حق حاصل نہیں ہے - پس ان کا ناکام ہونا انہی تک محدود ہے - البتہ غیر احمدیوں کو اس مناظرہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے - کہ انہیں اپنے مخالفین کے سامنے نادم ہونا پڑا ہے - اور آیندہ کبھی اپنے علماء کا سہارا لیکر کسی مخالف مذہب کا مقابلہ کرنے میں کامیابی کی امید نہیں رکھنی چاہیئے - اور خاصکر ان علماء کو اپنی طرف سے پیش کر کے جو حضرت مسیح موعود کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کے مرتکب ہو چکے ہیں - کیونکہ خدا تعالےٰ کا اپنے برگزیدہ مسیح موعود کی نسبت الہام ہے کہ انی مھین من اراد اھانتک - میں اسے ذلیل اور رسوا کرونگا جو تیری رسوائی کا ارادہ بھی کریگا - جب خدا تعالیٰ مسیح موعود کی اہانت کا ارادہ کرنیوالے کی نسبت یہ فرماتا ہے تو ثناء اللہ جو اس فعل قبیح کا ایک بار نہیں کئی بار مرتکب ہو چکا ہے - بھلا کسی مقابلہ میں کامیابی کا کہاں منہ دیکھ سکتا ہے - پس مولوی صاحب کی ناکامی کی یہی وجہ ہے - اگر کوئی حق کی تڑپ رکھتا ہے تو غور کرے کہ آیا کم از کم وہ غیر احمدی جو جبل پور کے مباحثہ میں شامل تھے اور جنہیں اتنے کثیر مجمع میں مولوی ثناء اللہ کی بدولت اور اپنے دیگر علماء کی موجودگی میں اس طرح شرمندہ ہونا پڑا - ضرور اس سے سبق حاصل کرینگے - اور آیندہ اپنے علماء کے بھروسہ پر کسی سے مباحثہ کی جرأت نہ کرینگے نیز انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے اب اسلام کی فتح حضرت مسیح موعود کے قبول کرنے والوں کے سوائے کسی کے لئے نہیں رکھی - اس لئے کوئی آپ سے الگ ہوتے ہوئے اسلام کا مدعی بنکر کبھی مقابلہ میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا - تمام کامیابیوں کی کلید اور تمام فتوحات کا ذریعہ حضرت مسیح موعود کی ذات بابرکات ہے کیونکہ اگر اصل اسلام دنیا میں موجود ہوتا تو نہ دیگر مذاہب والے اس پر حملہ کرنے کی جرأت کرتے اور نہ کامیاب ہو سکتے - حضرت مسیح موعود کے بھیجے جانے کی چونکہ غرض اور غایت یہی ہے کہ اسلام کو تمام مذاہب پر غالب کیا جائے اور اصل اسلام کو دنیا میں پھیلایا جائے اس لئے اس وقت اسلام وہی ہے جو آپ نے سکھایا - اور جو تمام ادیان پر غالب آرہا ہے چنانچہ مسافر آگرہ کو ہمارے مقابل آنے کی جرأت نہیں ہو سکتی حالانکہ ہم نے اسے بارہا لکھا ہے کہ حسب وعدہ خود ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت بھیجکر اور شرائط مباحثہ طے کر کے جہاں چاہو بلا لو - لیکن اس کا جواب اس سے سوائے ادھر ادھر کی باتیں بنانے کے اور کچھ نہیں بن پڑا - پس اسے کہتے ہیں حق کا رعب کہ مخالف کو مقابل پر آنے کی جرأت ہی نہیں ہو سکتی - اب بھی اگر مسلمان اس طرف توجہ نہ کریں کہ انکے عوام تو الگ رہے - خاص بھی اپنے مذہب کو پیش کر کے کامیابی نہیں حاصل کر سکتے تو انکی قسمت - ورنہ خدا تعالیٰ نے ان پر ہر طرح سے حجت پوری کر دی ہے مسلمانوں کی عملی حالت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ میں اسلام سے دور اور اسلام مجھ سے دور ہے خدا تعالیٰ کے نشانات بڑے زور شور سے انکی غفلت کو دور کرنے کے لئے ظہور پذیر ہو رہے ہیں کہیں وبا منہ کھولے ڈرا رہی ہے تو کہیں زلزلے تہلکہ ڈال رہے ہیں کہیں سیلاب تباہی و بربادی میں مشغول ہیں تو کہیں نار حرب ملکوں کو جلا کر عبرت کا سماں دکھا رہی ہے کہیں ناداری اور فلاکت میں مبتلا ہیں تو کہیں دشمنان اسلام سے ہزیمت اٹھا رہے ہیں - کاش! کوئی سوچے اور سمجھے تا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ [illegible]

الاخبار والآرا

حق کا ظہور

گذشتہ ماہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے بمقام لاہور جو ایک پبلک تقریر فرمائی تھی۔ اس کی نسبت پیغام صلح نے بہت کچھ غلط بیانی سے کام لیا تھا نیز ایک آریہ اخبار نے بھی اپنی فطرت سے مجبور ہو کر بہت سے غلط واقعات لکھے تھے۔ ہم نے ان کی تردید میں کچھ لکھنا اس لئے ضروری نہ سمجھا۔ کہ جب وہ تقریر عنقریب کتابی صورت میں چھپکر شائع ہو جائیگی۔ تو انصاف دوست اور حق پسند اصحاب خود فیصلہ کر لینگے چونکہ ابھی وہ تقریر لکھائی جارہی ہے۔ اس لئے سکھوں کے معزز اخبار لائل گزٹ کا ایک نوٹ شائع کیا جاتا ہے۔ جو اس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور پیغام صلح اور آریہ اخبار کی غلط بیانی کا کافی جواب ہے۔ معزز ہمعصر لائل گزٹ اپنے ۸ اگست کے پرچہ میں لکھتا ہے۔ کہ "مرزا بشیر الدین محمود احمد خلف الرشید مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے گذشتہ دنوں لاہور میں تشریف لاکر ایک دلچسپ اور مفید لکچر دیا۔ لکچر سننے والوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی۔ کہ غریب احمدیوں کو منتظمان جلسہ نے فرش سے اٹھکر ایک ناہموار سی بغیر فرش جگہ پر جگہ کی قلت کے سبب بیٹھنے کی تکلیف دی۔ لکچر میں حسب توقع انہوں نے مرزا غلام احمد صاحب کی نبوت اور ان کے مذہب پر بحث کرتے ہوئے اسلام کی ایک نئی تعریف بتلائی۔ اور بعد میں مرزا صاحب کا پیغام صلح سنا کر تجویز پیش کی۔ کہ ہر سال ایک کانفرس منعقد کی جایا کرے۔ جس میں تمام مذاہب کے پیرو آکر دوسرے مذاہب پر حملہ کئے بغیر اپنے اپنے مذہب کی خوبیوں اور صداقتوں پر لیکچر دیا یا مضمون پڑھا کریں۔ اور اس طرح ہندوستان کے مختلف فرقوں میں باہمی محبت و اتفاق کو ترقی دی جاوے۔ یہ تجویز نہایت معقول اور مبارک تھی۔ لیکن ہم نے اسی وقت کہدیا تھا کہ جب تک آریہ سماجی فرقہ موجود ہے۔ یہ بیل منڈھے چڑھنے نہ پائیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور مرزا صاحب کے اس لیکچر پر ایک آریہ اخبار نے بہت کچھ دروغ بیانی سے کام لیکر ان پر ایسے ناواجب حملے کئے ہیں کہ افسوس آتا ہے۔"

قابل تقلید اخلاص

برادرم محمد اسمعیل صاحب سٹیشن ماسٹر بصیرپور ضلع منٹگمری سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خدمت بابرکت میں ایک خط تحریر فرماتے ہیں جس سے ان کے اخلاص اور انفاق فی سبیل اللہ کی تڑپ اور جوش کا اظہار ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں۔ اس عاجز نے سو روپے کی کلیم پونجی بطور قرض صدر انجمن قادیان کو دی تھی جس کے متعلق تحریک کی گئی تھی۔ اور میرا خیال تھا کہ میں اس طرح دار الامان میں مکان کے واسطے روپیہ جمع کر کے مکان بنا لونگا جس کی میرے دل میں بہت بڑی تمنا ہے۔ لیکن اب مجھے اس بات کے لئے بہت جوش ہے۔ کہ شخصی ضرورں اور خواہشوں کو قومی اور جماعتی ضروریات پر قربان کر دیا جائے۔ سو یہ عاجز اپنے دل میں محض فضل الہی سے یہ توفیق پاتا ہے۔ کہ اس سو روپیہ کو قرضہ انجمن کی مد سے نکلوا کر بطور چندہ دیدے اور حضور کے حکم کے ماتحت خرچ کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ قبول کرے۔

ہم اپنے معزز بھائی کو خدا کے فضل سے اس مالی قربانی کی توفیق پانے پر مبارک باد دیتے ہوئے یہ خوشخبری سناتے ہیں۔ من ذالذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضعفہ لہ اضعافاً کثیرہ۔ کہ جو کوئی اللہ تعالےٰ کی راہ میں اخلاص اور محبت سے خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں اس [illegible] بدلے میں کئی گنا کر کے دیتا ہے۔ امید ہے کہ یہ قابل تقلید نمونہ ہمارے دوسرے احباب کی رگ حمیت کو بھی جوش میں لانے کا موجب ہوگا

آگرہ میں احمدیت کی ترقی

چند روز کا ذکر ہے الفضل میں ہم نے اپنے معتبر نامہ نگار کی یہ خبر درج کی تھی کہ حضرت فضل عمر کا ایک خادم آگرہ میں پہنچا۔ اور وہاں احمدیت کا چرچا ہو رہا ہے۔ اس پر آگرہ اخبار نے ایک نوٹ لکھا۔ اور ایسا ظاہر کیا۔ کہ آگرہ کی سنگلاخ زمین۔ احمدیت کی تخم ریزی کے مناسب حال نہیں ہے۔ لیکن وہ جو اس سلسلہ کو اکناف عالم میں پھیلانے والا ہے۔ اس کی جناب میں یہ قول پسند نہ آیا پس اس نے ہفتہ عشرہ ہی میں اپنی قدرت کا جلوہ دکھایا کہ اکیس آدمی یکدم بیعت میں داخل ہوتے ہیں۔ اور علی رغم انف حریفان ہمیں اپنے مولا سے بہت بہت امیدیں ہیں۔ ذیل میں ہم آگرہ سے آمدہ خط کو بمع مبائعیں کے اسما کے درج کئے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا میر محمد سعید صاحب کی مساعی جمیلہ مشکور فرمائے۔ اللہم زد فزد۔

"آج ہم اکیس آدمیوں نے حضرت مولانا مولوی محمد سعید صاحب احمدی قبلہ کے دست حق پرست پر سلسلہ حقہ احمدیہ میں بیعت کی اور حسب ارشاد حضرت موصوف یہ تحریر اسماء و مقام کی صراحت کے ساتھ برائے آگاہی حضرت جانشین مہدی مسعود مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام لکھکر ارسال کی استقامت کے لئے درخواست دعا۔

۱۔ مولوی سید معروف علیشاہ صاحب سکونت صدر بازار آگرہ۔ ۲۔ سید حیدر علی صدر بازار آگرہ۔ ۳۔ بھیکن خان کمبو تولہ۔ ۴۔ سجو خان۔ نائی کی منڈی۔ ۵۔ علم الدین خان بیلن گنج۔ ۶۔ رحمو خان۔ صابن کٹرہ۔ ۷۔ تیجہ خان ۸۔ منو خان۔ نیپیان پاڑہ۔ ۹۔ جیبے خان حجام کٹرہ ۱۰۔ قرار خان حجام کٹرہ۔ ۱۱۔ قاسم خان۔ حجام کٹرہ۔ ۱۲۔ سید مرتضیٰ حسین حجام کٹرہ۔ ۱۳ صوفی احمد خان حجام کٹرہ۔ ۱۴۔ بنے خان حجام کٹرہ۔ ۱۵۔ سلطان خان حجام کٹرہ۔ ۱۶ محبو خان حجام کٹرہ۔ ۱۷ ارسٹاس خان حجام کٹرہ۔ ۱۸۔ سکندر خان حجام کٹرہ۔ ۱۹۔ ہٹیے خان ؍؍ ۲۰ اکبر خان۔ حجام کٹرہ۔ ۲۱۔ اعظم خان حجام کٹرہ

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی الثانی

فرمودہ ۶ / اگست ۱۹۱۵ء

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلہم یرشدون ۲-۱۸۲

دعا کا مسئلہ بھی ایک بہت بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اور جہاں تمام بڑے بڑے اہم مسائل میں مختلف مذاہب کا اختلاف ہوا ہے۔ وہاں اس مسئلہ کے متعلق بھی بہت کچھ اختلاف ہے۔ اور پھر صرف مختلف مذاہب کا ہی اختلاف نہیں۔ بلکہ ہر ایک مذہب کے مختلف فرقوں کا آپس میں بھی اختلاف ہے۔ ان تمام اختلافات کو تھوڑی دیر کے لئے نظر انداز کرتے ہوئے اور ایک وقت کے لئے علیحدہ رکھتے ہوئے اگر کوئی غور کرے تو ضرور اس نتیجہ پر پہنچیگا۔ کہ جس قدر لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے کے مدعی ہوئے اور انہوں نے خدا تعالیٰ کی تائید اور مدد سے جماعتیں قائم کی ہیں تمام کے تمام دعا کے اثر اور مفید ہونے کے قائل ہی نہیں رہے بلکہ اپنی تمام کامیابی کی کنجی دعا کو بتاتے رہے ہیں خواہ وہ ہندوستان کے بزرگ ہوئے ہیں۔ یا ایران کے خواہ شام کے ہوئے ہیں یا عرب کے کسی ملک کے ہوں تمام اس مسئلہ پر متفق ہیں۔ ان کے پیرووں میں اختلاف ہے۔ مگر دعا کی تفصیلات میں ان کے ماننے والوں میں اختلاف ہے۔ مگر دعا کے اغراض میں۔ اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے والوں میں اختلاف ہے۔ مگر دعا کے طریق میں لیکن دعا میں کسی کا اختلاف نہیں۔ ویدوں کو پڑھ لو باوجود اس کے کہ ہزاروں قسم کی باتیں اس میں ملا دی گئی ہیں۔ اس لئے حقیقت سے بہت دور چلا گیا ہے۔ مگر پھر بھی اس میں دعاؤں کا بہت بڑا حصہ پایا جاتا ہے۔ اسی طرح ژند وستا میں ہے۔ پھر سب سے آخری مذہب والے جو اسلام کے قریب کے ہیں۔ یہودی اور عیسائی ہیں۔ ان کی مذہبی کتب کو دیکھنے سے بھی یہی پتہ لگتا ہے۔ کہ دعاؤں پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ تو ہر ایک مذہب کے بانیوں کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک دکھ تکلیف اور مصیبت کے وقت خدا تعالیٰ ہی کو پکارتے رہے ہیں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ کسی دنیاوی طاقت کا سہارا ڈھونڈتے نظر نہیں آتے بلکہ خدا ہی کے حضور گرتے اور دعا کرتے ہیں۔ پھر حضرت مسیح پر جب مصیبت کا خطرناک وقت آتا ہے۔ تو اس کی کیفیت موجودہ محرف و مبدل انجیل کو پڑھکر بھی یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ بجائے اس کے کہ وہ حکام کے پاس رہائی کے لئے بھاگے جاتے میموریل بنا کر بادشاہ کو پہنچانے کی تجویز کرتے یہی کرتے ہیں۔ کہ خدا کے حضور جھکتے اور اپنی جماعت کو بھی یہی حکم دیتے ہیں۔ کہ یہ بہت کٹھن وقت ہے۔ جاکر دعائیں کرو۔ پھر سب سے آخری کتاب لانے والا نبی جو تمام انبیا کی خوبیوں کا جامع تمام کمالات۔ تمام علوم اور تقویٰ وطہارت پرہیزگاری اور قرب الٰہی کے تمام مدارج رکھنے والا تھا۔ وہ چونکہ قرب الٰہی میں سب انبیا سے بڑھکر تھا اس لئے سب سے زیادہ دعاؤں میں مشغول رہا۔ اور جیسا بڑا آپ کا درجہ تھا۔ اسی کے مطابق دعائیں بھی بڑی کثرت سے کیں۔ اگر کسی نبی نے اپنے پیرووں کو ایک یا دو وقت دن میں یا ہفتہ میں ایک بار دعا کی تاکید کی ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالیٰ نے آپ کی فطرت کے مطابق پانچ وقت ہر دن رات میں دعا کرنا فرض کر دیا۔ اس کے علاوہ تین وقت نفل پڑھنے کے ہیں۔ جو چاہے پڑھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر خوشی پر ہر رنج پر ہر راحت ہر آرام ہر ضرورت اور ہر حاجت کے وقت دعائیں مقرر کرکے بتا دیا۔ کہ مسلمان کی دعا کسی خاص وقت ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ ہر وقت اور ہر گھڑی وہ دعا کر سکتا ہے اور اسے کرنی چاہیئے۔ تو جتنا آپ خدا تعالیٰ کے قریب تھے اتنا ہی آپ کا دست سوال وسیع تھا۔ اور جتنے آپ پر خدا تعالیٰ کے فضل تھے۔ اتنا ہی آپ کا تضرع خشوع وخضوع سے خدا کے حضور گرنا بڑھتا گیا تھا حتیٰ کہ آپ کی آخری اور ابتدائی عمر کی عبادتیں اگر ملا کر دیکھی جائیں۔ تو بڑا فرق نظر آتا ہے۔ وفات کے قریب اور ہی شان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے بہ نسبت اس کے جو ابتدا میں تھے۔ کیونکہ مومن کا ہر قدم آگے ہی آگے پڑتا ہے۔ نہ کہ پیچھے۔ اور آپ تو وہ تھے جو دنیا کو مومن بنانے کے لئے آئے تھے۔ چنانچہ آپ کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ۔ کہ تیری آخری گھڑی پہلی سے اچھی ہے۔ اس بات پر غور کرنے سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ واقعی دعا ایک چیز ہے۔ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں۔ کہ دعا میں کچھ اثر نہیں ہوتا یہ بھی ایک عبادت ہی ہے غلط کہتے ہیں۔ کیوں۔ اس لئے کہ مومن کا کوئی کام فضول اور لغو نہیں ہوتا۔ اگر دعا میں کچھ اثر اور نتیجہ نہیں ہے تو یہ کہنے کے کیا معنی کہ اے خدا ایسا کردے۔ اگر دعا عبادت ہے۔ تو بجائے اس کے یہ کہنا چاہیئے تھا۔ کہ اے خدا میں تیری بڑائی کرتا ہوں۔ دعا میں عاجزانہ درخواست کے کلمات رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر اس بات پر اتنا تسلسل کہ ہر مصیبت ہر مشکل اور ہر تکلیف کے وقت دعاؤں پر زور دیا جاتا تھا۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ اور دلائل اور براہین کو چھوڑ کر اگر کوئی انبیا کی زندگی پر ہی غور کرے۔ تو اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ کہ دعا میں واقعی بڑی بڑی خوبیاں ہیں۔ اور قرآن شریف تو بہت زور سے دعویٰ کرتا ہے کہ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ جب بھی کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے۔ تو میں اس کی دعاؤں کو سنتا ہوں۔ پس قرآن شریف نے صاف فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ دعا قبول کی جاتی ہے لیکن جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ اور خدا کے نبیوں اور آسمانی کتابوں نے اس بات پر زور دیا ہے۔ وہاں اس کے متعلق بہت سی احتیاطوں کی ضرورت بھی بتائی ہے۔ اور شرائط کی پابندی کا بھی حکم دیا ہے۔ جب تک کوئی شرائط کو پورا نہیں کرتا۔ دعا کے ثمرات کے حاصل کرنیکا مستحق نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں نے دعا کی

قبولیت کے متعلق دھوکہ کھایا ہے۔ کہتے ہیں۔ ہم نے فلاں دعا کی تھی جو قبول نہیں ہوئی۔ اس سے نتیجہ نکلا۔ کہ دعا قبول ہی نہیں ہوتی بعض لوگ ایسے ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں ہر ایک کی تو دعا قبول نہیں ہوتی۔ ہاں خاص لوگوں کی ہوتی ہے۔ اور ایسے لوگ جو کچھ بھی اپنے منہ سے نکالیں۔ فوراً منظور ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے لوگ بھی ابتلا میں پڑتے ہیں۔ پہلا خیال اگر انسان کو دہریت کی طرف لیجاتا ہے۔ تو دوسرا خیال انبیا کی تعلیم محبت اور ایمان لانے سے محروم کر دیتا ہے۔ کیونکہ جو لوگ دعا کے قائل ہی نہیں۔ ان کا ایمان اللہ تعالیٰ سے اٹھ جاتا ہے۔ اور جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ فلاں کے منہ سے ادھر دعا نکلی ادھر قبول ہو گئی۔ وہ جب کسی انسان کو اپنے خیال کے مطابق نہیں پاتے۔ تو ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بعض لوگ آ کر کہتے۔ کہ ہمارے لئے آپ یہ دعا کریں۔ دوسرے تیسرے دن جب دیکھتے۔ کہ ابھی کچھ نتیجہ نہیں نکلا۔ تو کہہ دیتے۔ کہ اگر آپ سچے ہوتے تو آپ کی دعا کیوں نہ قبول ہوتی۔ اسی بات پر وہ ٹھوکر کھا جاتے تھے۔ تو دعا کے متعلق بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ ہمیشہ یاد رکھو۔ کہ یہ غلط ہے۔ کہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ اور یہ بھی غلط ہے۔ کہ جو دعا بھی کی جائے قبول ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی روحانی سنتیں جسمانی سنتوں کے مطابق چلتی ہیں۔ تم خدا کی جسمانی سنت کو دیکھ لو۔ مثلاً ایک انسان ایک محنت کرتا ہے یعنی زراعت کرتا ہے۔ اور یہ کام جسم سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی طرح دعا بھی ایک کام ہے۔ جو روحانی اخلاص سے متعلق ہے۔ زراعت میں انسان بیج ڈالتا ہے۔ تو کبھی بہت اعلےٰ فصل ہوتی۔ لیکن کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ باوجود بیج ڈالنے کے کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ پھر کبھی کھیتی کو کم پانی ملتا ہے تو خشک ہو جاتی ہے۔ اور کبھی زیادہ ملتا ہے تو گل جاتی ہے۔ کبھی بیج ناقص ہوتا ہے۔ تو کبھی بے موسم بویا جاتا ہے اور کبھی ایک دفعہ بونے کے بعد گھبرا کر دوبارہ بیج ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور اس طرح پہلے بیج کو بھی خراب کر دیا جاتا ہے۔ اور بعد کا ڈالا ہوا بھی کام نہیں دیتا۔ کبھی فصل کو کیڑا لگ جاتا ہے کبھی چوہے خراب کر دیتے ہیں۔ غرضیکہ بیسیوں اسباب ہیں۔ جن سے کھیتی خراب ہو کر محنت کرنے والے کو محروم کر دیتی ہے۔ اسی طرح دعا کا حال ہے جب انسان دعا شروع کرتا ہے۔ تو کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ دعا ناقص ہونے کی وجہ سے قبولیت کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ جس طرح ناقص بیج ہوتا ہے۔ کبھی ایسی دعا کی جاتی ہے۔ جو سنۃ اللہ میں نہیں ہوتی۔ کہ انسان کو مل سکے پھر کبھی دعا کرنے میں گستاخی کے کلمات نکل جاتے ہیں۔ ایسی دعا بھی ضائع ہو جاتی ہے۔ کبھی کمال گھبراہٹ ظاہر کرنے سے انسان مشرک بن جاتا ہے۔ اور اللہ کی محبت کی بجائے اس چیز کی محبت اس پر غالب آجاتی ہے کبھی بے توجہی سے دعا کی جاتی ہے یہ باتیں دعا کی قبولیت میں مانع ہیں۔ ان کے علاوہ روحانی اسباب بھی ہوتے ہیں۔ جب تک وہ مہیا نہ ہوں۔ کامیابی نہیں ہوتی۔ اس لئے مومن کو دعاؤں کے ساتھ ان سامانوں کی بھی احتیاط کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اگر کوئی دعا کرتا ہے۔ اور دعا کے سامان مہیا نہیں کرتا۔ اور پھر یہ امید رکھتا ہے۔ کہ میری دعا قبول ہو جائیگی۔ تو وہ فضول امید کرتا ہے۔ ہر چیز کے لئے خدا تعالےٰ نے سنتیں اور ہر چیز کے لئے رستے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی ان سنتوں کے ماتحت کام نہیں کرتا۔ اور ان رستوں پر نہیں چلتا۔ تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے دعا کے متعلق بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ ورنہ ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ بعض یہ سمجھتے ہیں۔ کہ فلاں کی دعا ادہر منہ سے نکلی اُدھر قبول ہو جاتی ہے۔ لیکن جو کوئی کسی انسان کی نسبت ایسا خیال کرتا ہے اس کا خیال جھوٹا ہے۔ اور وہ ایک شرک میں گرفتار ہے۔ خواہ اس کا یہ خیال تمام انبیا کے سردار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نسبت کیوں نہ ہو۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے۔ مگر یہ بھی درست ہے۔ کہ خدا کسی کا غلام نہیں اور نہ ہی مملوک ہے۔ کہ ادہر بندے نے دعا کی۔ اور اُدھر اس نے قبول کر لی۔ وہ خدا ہے کبھی دعا قبول کرتا ہے۔ اور کبھی اپنی بات قبول کرواتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دنیا میں کبھی کوئی یہ توقع نہیں رکھتا۔ کہ گورنمنٹ اس کی تمام باتیں قبول کرلیگی۔ اور یہ توقع کسی چھوٹے سے چھوٹے حاکم کے متعلق بھی نہیں کی جا سکتی۔ پھر خدا تعالےٰ کی نسبت ایسا خیال رکھنا کیسی نادانی ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ اور جن پر اس کا فضل ہوتا ہے۔ ان کی بہت سی قبول کرتا ہے۔ مگر پھر بھی بعض ایسی ہوتی ہیں جنہیں رد کر دیتا ہے۔ کیوں۔ اس لئے کہ وہ مالک ہے۔ ہاں دنیاوی حکومتوں کے رد کرنے اور خدا تعالےٰ کے رد کرنے میں فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ دنیاوی حکومتیں جو رد کرتی ہیں۔ ان کا رد کرنا بہت حد تک ان کے اپنے مصالح پر مبنی ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ وہ غلطی بھی کرتی ہیں۔ مثلاً کسی کی درخواست کو رد کر دیتی ہیں۔ حالانکہ اس کا قبول کرنا مفید اور ضروری ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ جس درخواست کو رد کرتا ہے وہ بندے کے لئے ہی مفید ہوتی ہے اور اگر اسے خدا قبول کر لیتا۔ تو اس کے لئے ہلاکت کا باعث ہو جاتی۔ اس دعا کی قبولیت ہی یہی تھی۔ کہ رد کر دی جاتی۔ یہ اسی طرح کی بات ہے۔ کہ ایک انسان کے ہاتھ میں آگ کا انگارا ہو۔ اور ایسا شخص جس سے دشمنی ہو اس انگارے کو کچھ اور سمجھکر کہے۔ کہ میرے ہاتھ پر رکھدو تو وہ رکھدیگا۔ لیکن اگر اس کا اپنا بچہ کہے۔ کہ میرے ہاتھ پر رکھدو۔ تو وہ ہرگز نہ رکھیگا۔ کوئی نادان تو کہدیگا۔ کہ دیکھو فلاں آدمی کی بات تو مانتا ہے۔ اور اپنے بچہ کی نہیں مانتا لیکن وہ نادان نہیں سمجھتا۔ کہ جس کی بات کو اس نے رد کر دیا ہے۔ در اصل اسی کو قبول کیا ہے۔ اور جس کی بات کو قبول کیا ہے۔ اصل میں اسی کو رد کیا ہے مولٰنا رومی نے مثنوی میں ایک بہت عمدہ قصہ لکھا ہے۔ لکھتے ہیں۔ ایک سپیرا تھا۔ اس کے پاس نرالی قسم کا سانپ تھا۔ ایک دن وہ گم ہو گیا۔ تو

سپیرہ پڑا رہا۔ اور دعائیں کیں۔ کہ الٰہی مجھے میرا سانپ مل جائے۔ مجھے اس کے ذریعہ بڑی آمدنی کی امید تھی۔ مگر سانپ نہ ملا صبح ہوئی۔ تو ایک سپیرہ نے اسے آکر کہا کہ فلاں سپیرہ کو سانپ کاٹ گیا ہے۔ چلو علاج سوچیں۔ جاکر دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ اسی سانپ نے جو گم ہوا تھا۔ اسے کاٹا ہے۔ وہ اسے چرا کر لے گیا تھا۔ اس دن اس کے زہر کا خاص دن تھا۔ اور اس کے کاٹے کا علاج نہ ہو سکتا تھا وہ سپیرہ مر گیا۔ تو پہلا سپیرہ جو بری دعائیں کر رہا تھا کہنے لگا واقعی خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی ہے۔ تو اس طرح بھی اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے۔ جو کہ انسانی نظر میں رد کی ہوئی نظر آتی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہوتی ہے لیکن نادان گھبرا جاتا ہے۔ کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ حالانکہ اس کا قبول ہونا ہی یہی ہوتا ہے۔ کہ رد کی جائے انبیا کی دعاؤں کے ساتھ بھی یہی سلسلہ جاری رہتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے اجیب کل دعائك الا فی شرکائك۔ اور تو تمہاری سب دعائیں سنیگے۔ مگر شرکا کے متعلق نہیں سنینگے۔ اسی طرح حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب ملا۔ کہ یہ دعا نہیں سنی جائیگی۔ اب یہ سوال ہوتا ہے۔ کہ جب ہر ایک دعا نہیں سنی جاتی۔ بلکہ کبھی قبول ہوتی ہے۔ اور کبھی نہیں۔ تو اس طرح ہر ایک بات کے متعلق ہوتا ہے۔ کہ کبھی ہو جاتی ہے۔ اور کبھی نہیں۔ تو یہ کیوں نہ سمجھ لیا جائے۔ کہ اتفاقیہ طور پر ہو جاتا ہے۔ دعا وغیرہ کچھ نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ دعاؤں کے ذریعہ ایسی خوارق عادت باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ جو کہ انسانی اسباب اور طاقت سے بالاتر ہوتی ہیں۔ اور وہ اس بات کا ثبوت ہوتی ہیں۔ کہ یہ خدائی کام ہے۔ نہ کہ انسانی۔ مثلاً یہاں ہی ایک لڑکا عبد الکریم تھا۔ اسے بلکا کتا کاٹ گیا۔ تو اسے علاج کے لئے کسولی بھیجا گیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد اسے ہلکاپن ہو گیا۔ کسولی تار دی گئی۔ تو جواب آیا۔ کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق دعا کی وہ اچھا ہو گیا۔ تو اس طرح کے نشانات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ضرور دعائیں سنتا ہے۔ بعض دفعہ انسانی قدرتیں اور طاقتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ پھر دعا کے ذریعہ وہ کام ہو جاتا ہے۔ بعض باتوں کے لئے سامان نہیں ہوتے۔ لیکن دعا کرنے سے ہو جاتی ہیں۔ غرض ایسی بہت سی علامات ہیں۔ جن سے بڑی آسانی سے فیصلہ ہو جاتا ہے۔ پس بعض دعاؤں کی نسبت یہ دیکھکر کہ قبول نہیں ہوتیں یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ کوئی دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔ یہ بات تو دنیا میں بھی نظر آتی ہے۔ مثلاً ہر ایک بیماری کی دوا ہے۔ لیکن اس دوا سے سارے بیمار اچھے نہیں ہو جاتے۔ تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا۔ کہ اس دوا سے فائدہ ہی نہیں ہوتا دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ فیصدی کتنا فائدہ ہوتا ہے۔ اگر دوا استعمال کر کے تندرست ہونیوالوں کی نسبت ان سے زیادہ ہے۔ جن کو فائدہ نہیں ہوتا۔ تو اسے مفید سمجھا جائیگا۔ اور اگر کم ہے۔ تو لغو۔ اسی طرح دعا کے متعلق دیکھنا چاہیئے کہ خدا کے نیک بندوں کی دعائیں کتنی قبول اور کتنی رد ہوتی ہیں۔ اور انہیں کیسی کامیابی ہوتی ہے۔ اور ان کے مقابلہ پر آنے والوں کو کیسی ناکامی۔ پس اس طرح آسانی سے فیصلہ ہو سکتا ہے۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ دعا کے متعلق جو شرائط ہیں۔ انہیں ملحوظ رکھے۔ دعا پر اتنا زور دے جتنا مناسب ہو۔ گھبراہٹ نہ ہو۔ تا شرک نہ پایا جائے۔ ادب کا خیال ہو۔ کوئی دعا الٰہی سنت کے خلاف نہ ہو۔ اخلاص جوش اور تڑپ ہو۔ پھر دعا کی قبولیت کے سامان مہیا کئے جائیں۔ مثلاً صدقہ خیرات اور عبادت پر زور ہو۔ ان سامانوں اور شرائط کے بعد اگر دعا کی جائے تو قبول ہو جاتی ہے لیکن خدا جسے چاہے رد بھی کر دیتا ہے۔

چونکہ آج کل دعاؤں کے دن ہیں۔ اور خاص کر یہ آخری عشرہ رمضان کا دعاؤں کے لئے بہت ہی مناسب ہے اس لئے میں نے دعا کے متعلق کچھ بیان کر دیا ہے۔ دعائیں کرنے والے ان باتوں کو مدنظر رکھ لیں۔ خدا تعالیٰ ہماری جماعت پر فضل کرے۔ تا انہیں نیک دعاؤں کی توفیق ملے۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور شرف قبولیت حاصل ہو۔ دعائیں رشتہ داروں دوستوں اور عزیزوں کے لئے باعث ترقی ہوں۔

نوٹ۔ بعض احباب خط لکھتے وقت نام پتہ نہیں لکھتے جسکی وجہ سے تعمیل میں دقت پیش آتی ہے درست اس کا خیال رکھیں

ہز اکسلینسی وائسرائے ہند کا تار

۱۴ اگست کو جنگ کی سالگرہ کے موقعہ پر جو تار اظہار وفاداری کا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے حضور وائسرائے کی خدمت میں بھجوایا تھا۔ ہز اکسلینسی وائسرائے ہند بالقابہ کے پرائیویٹ سکرٹری نے اس کا جواب کمال شفقت سے مفصلہ ذیل دیا ہے۔

”از کیمپ وائسرائے ڈیرہ ڈون مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۱۸ء

ہز اکسلینسی آپ کا اور جماعت احمدیہ قادیان کا آپکے وفادارانہ پیغام پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور یہ محسوس کر کے کہ تمام ہندوستان سلطنت انگلشیہ کے لئے دعا کر رہا ہے بہت خوش ہوئے ہیں“۔

دستخط پرائیویٹ سکرٹری وائسرائے

فہرست وصایا

۹۷۴۔ بوٹا ولد جواہر جٹ بھٹی ساکن موضع اورہ تحصیل و ضلع سیالکوٹ ۱/۱۰ حصہ اپنی جائداد للعمہ ۱۸۰۰ کا بعد وفات

۹۷۵۔ سید محمد محسن ولد سید جواہر علی ساکن رسولپور پرگنہ سونگڑہ ضلع کٹک ۱/۳ حصہ جائداد متروکہ ثابت شدہ کا بعد وفات۔

۹۷۶۔ شیخ چراغدین نومسلم ولد نظام الدین ساکن قادیان ضلع گورداسپور ۱/۱۰ حصہ عنہ روپے زندگی میں اور جائداد متروکہ کا دسواں حصہ بعد وفات۔

۹۷۷۔ مسمات سارہ بیگم زوجہ چراغدین نومسلم ساکن قادیان ضلع گورداسپور ۱/۱۰ اپنے موجودہ زیور ۵۶۰ کا اور زائد متروکہ جائداد کا دسواں حصہ بعد وفات۔

۹۷۸۔ محمد یامین ولد محمد عارف زرگر نومسلم منڈی چیچہ پاکپتن ۱/۱۰ حصہ اپنی آمد کا زندگی میں ورنہ متروکہ کا بعد وفات۔

۹۷۹۔ فتح محمد ولد عمر بخش ارائیں ساکن سرشت تحصیل و ضلع [illegible]

۹۸۰۔ عبدالرشید ولد مولوی عبد الکریم [illegible]

فہرست نومبایعین

اہلیہ منشی احمد اللہ نوشہرہ چھاؤنی	رحمت اللہ ۔ بلب گڈھ
فرزند 〃	نذر محمد۔ 〃
دختر 〃	عبد الغفور۔ 〃
مستری عطا محمد معمار سرہند پٹیالہ	والدہ عبد الغفور 〃
شیخ ولایت حسین۔ بلاسپور	پھوپھی صاحبہ 〃 〃
سید اظہار الحق۔ بھاگلپور	اہلیہ صاحبہ 〃 〃
نصیر الدین قاضی کولی چک بھاگلپور	والدہ نبی بخش۔ وال تحصیل پسرور
اظہر حسین۔ 〃	میراں بخش 〃
فخر الدین بلب گڈھ	رحمت۔ 〃
عظیم الدین 〃	سردار۔ 〃
	فتح محمد۔ مالیر کوٹلہ
	محمد عبد الواحد۔ شملہ
	عبد المجید۔ مالیر کوٹلہ
	عبد الجبار۔ کشمیر
	احمد کنالی۔ 〃
حافظ محمد عبد الوحید معہ اہلیہ	میر غلام رسول۔ 〃
صاحبہ ثانی۔	حکیم لیاقت حسین حیدرآباد دکن
نثار احمد۔	شیخ احمد۔ 〃
والدہ صاحبہ محمد عبد القادر	حاجی محمد علی۔ 〃
حیدر آباد دکن۔	مسماۃ زینب۔ گجرات
جلال الدین۔ شادیوال	ہمشیرہ فیروز الدین۔ لاہور

بیعت خلافت

نصر اللہ خان صاحب قلعہ کچہری ظہور الحق۔ شملہ

حکیم عبد الودود صاحب۔ بلب گڈھ بابا جیوا۔ مالیر کوٹلہ

امام الزمان

مرسل یزدانی حضرت مسیح موعود کی تصانیف و دیگر بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب میرے یہاں ہوتی ہیں آرڈر آنے پر فوراً تعمیل کیجاتی ہے

محمد یٰسین احمدی تاجر کتب قادیان۔

ھدایۃ المھدی کی حقیقۃ المھدی

(مصنفہ حضرت مولنا سید محمد عبد الواحد صاحب ساکن بنگال)

ایک عمدہ رسالہ ہے کسی غیر احمدی کے سوالات کی بنا پر مختصر طور پر لکھا گیا ہے۔ ۶۰ صفحہ کا رسالہ ہے مگر ہمارے سلسلہ کی اکثر ضروری باتوں پر مشتمل ہے۔ ابتدائی حالت میں ناواقفوں کے لئے موجب واقفیت ہے اور مخالفوں کے لئے دنداں شکن جوابات ہیں۔ اکثر دلائل کتب مسلمہ مخالفین کے لائے گئے ہیں حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی اس رسالہ کو پسند فرمایا ہے شرقی بنگال مونگیر حیدرآباد وغیرہ میں شائع ہوا ہے خوشخط عمدہ کاغذ پر قیمت ۳/ علاوہ محصولڈاک ہے جو صاحب چاہیں منگا کر دیکھ سکتے ہیں۔

المشتہر

خاکسار سید سعید احمد احمدی، از مولوی پاڑہ مقام برہمن بڑیہ ضلع تپرہ بنگال

دوائے مقوی

حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کی نہایت ہی مجرب ہے۔ جو نزلہ۔ زکام ضعف اعضائے رئیسہ و اختلاج قلب اور ہر قسم کی کمزوری کو دور کرتی ہے یہ وہی کشتہ جریان ہے جو کثرت سے فروخت ہو رہا ہے۔ قیمت ۲ روپیہ فی تولہ

المشتہر خاکسار بدر الدین احمدی قادیان

برکات خلافت

اس نام سے وہ معرکۃ الآرا تقاریر جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے سالانہ جلسہ پر فرمائی تھیں چھپ کر تیار ہو گئی ہیں۔ بہت عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ انجمن ترقی اسلام نے شائع کی ہیں چونکہ جماعت کی عملی زندگی کے متعلق ہدایات اور اعلیٰ نکات کا مجموعہ ہیں۔ اس لئے ہر ایک احمدی کو خریدنی چاہئیں قیمت ۴/ رہے جو بالکل واجبی ہے۔

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ دراز سے شائع ہوتا ہے اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحبؓ کا بتایا ہوا ہے آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ "دو برائے امراض چشم بسیار مفید است" یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پڑوال اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند کیلئے نہایت مفید ہے قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ عہ/ قسم دوم ۱۲/ قسم سوم ۸/ اصلی ممیرا قیمت عہ/ فی تولہ ہے۔

ترکیب استعمال ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک کر کے آنکھوں میں ڈالا جائے یہ سرمہ خاصکر جنکی آنکھیں گرمی کے موسم میں دکھتی ہوں انکے لئے بہت مفید ہے

ست سلاجیت محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جسکی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضا نافع صرع مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر و جذام و استسقا و ضیق النفس و دق و شیخوخیت فساد بلغم و قاتل کرم شکم کیلئے بہت مفید ہے صبح ہمراہ شیر گاؤ بقدر دانہ نخود استعمال فرماویں۔

لنگیاں اور کلاہ ہر قسم اور ہر رنگ کی مشہدی پشاوری بادامی سیاہ۔ نسری صافہ ہر قیمت کے مل سکتے ہیں*

(گورداسپور)

المشتہر احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان

میدہ کی سیویاں بنانے کی مشین

یہ عجیب غریب مشین ہمنے خاص عام کی سہولت کیلئے اپنے کارخانہ میں تیار کی ہے اسمیں میدہ باہر سے ڈالا جاتا ہے بچہ سے لیکر جوان تک اس کا استعمال کر سکتا ہے اسمیں سیویاں ایک گھنٹہ کے اندر اندر ۲ سیر تک بن سکتی ہیں قیمت میں ارزان اور وزن میں بھی صرف ایک سیر ہے تاجروں کیلئے خاص رعایت ہوگی قیمت فی مشین مع دو عدد چھلنیاں موٹی اور باریک ۸/ عہ۔

پتہ: مستری فضل کریم نزد مہمان خانہ مسیح موعود قادیان

خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا ضرور حوالہ دیا کریں۔